نبی کریم ﷺ غیر مسلموں کی نظر میں

محمد خالد مسعود

یہ رسول اللہ کی ذات کی عظمت ہے کہ اپنے ہی نہیں بیگانے بھی آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں نعت کی شکل میں نبی کریم کو جو خراج ہائے عقیدت پیش کیے گئے ان میں ہندو شعراء کا حصہ کافی نمایاں ہے۔ ان نعتوں میں رسول اللہ سے جس عقیدت کا اظہار کیا گیا ہے وہ آپ ؐ کی ذات کی ہمہ گیری کا واضح ثبوت ہے۔ مثال کے طور پر ہم جناب گوپی ناتھ امن کے چند نعتیہ اشعار پیش کرتے ہیں۔

شفیع امم رحمت عالمیں ہے — فقط وہ متاعِ مسلماں نہیں ہے
نظام کہن کو کیا پارہ پارہ — تری ذاتِ والا نمو آفریں ہے
یہ لڑتے قبیلوں کو کس نے بتایا — محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے
جہاں سے سدا نور پھیلا جہاں میں — مرے ایشیا کی عجب سرزمیں ہے
تیرے میکدے کی رہے خیر ساقی
یہ کاسہ ہے میرا یہ میری جبیں ہے

عقیدت کے اس اظہار میں جناب گوپی ناتھ امن تنہا نہیں، ہندو نعت گو حضرات میں تلوک چند محروم لالہ دھرم پال صاحب گپتا وفا، لالہ لال چند فلک، رگھوپتی سہائے فراق گورکھ پوری، امر چند قیس جالندھری، پربھو دیال عاشق لکھنوی، چمن لال لاہور اور ہری چند اختر جیسے مشہور شعراء کے نام آتے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند تو صدیوں سے اسلام کا وطن رہا ہے۔ یہاں کے غیر مسلموں کو تو اسلام کا بہت قریب سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ لیکن مغربی یورپ میں اسلام اس قدر مانوس نہیں رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ تاریخی حالات بھی ایسے رہے کہ یورپ کے مذہبی مفاد پرست طبقے نے اسلام کے

بارے میں نہ صرف لوگوں کو ناواقف رکھا بلکہ یورپ کے عوام میں نبی کریمؐ کے خلاف بغض وعناد کی جڑیں گہری کرنے میں پورا زور صرف کر دیا۔ اس طبقے نے رسول اللہؐ کی تصویر بالکل خلافِ حقیقت اور گھناؤنے طریقے سے پیش کی۔ تاہم ان کی کوششیں اس وقت تک کامیاب رہیں جب تک یورپ میں علم کی روشنی نہیں پہنچی تھی۔ جب علم کلیساؤں سے تنگ وتاریک حجروں اور تنگ نظر عیسائی علماء کے ہاتھوں سے آزاد ہوا تو یورپ کے لوگوں میں بھی رسول کریمؐ کی تاریخ کا بے لاگ مطالعہ کرنے کا شوق جاگ اٹھا۔

رسول اللہ کی پُرشکوہ شخصیت، آپ کا خلقِ عظیم اور آپؐ کی سیاسی اور تاریخی عظمت ایسے حقائق ہیں جن کا علم ہونے پر کوئی غیر مسلم بھی اپنے تعصّبات میں قید نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ جب انیسویں صدی میں سیاسی اور مذہبی مفاد پرستوں سے ہٹ کر علمی سطح پر مغربی یورپ کا رابطہ اسلام سے ہوا تو رسول اللہ کی عظمت کے اعتراف، آپؐ کی ذات سے عقیدت کے اظہار کے جذبے نے یہاں کے علماء کی تحریروں کو بھی تعصّبات کی زنجیروں سے رہائی دلائی۔

ایسی تحریروں کا آغاز فرانسیسی مصنف بولس دی ای پے کی تصنیف لاوی و ماہو میت (حیاتِ محمدؐ) سے ہوتا ہے۔ جو ۱۸۳۰ء میں شائع ہوئی۔ تاہم سب سے زیادہ شہرت کارلائل کے ایک مقالے ''دی ہیرو ایز پرافٹ'' کو ملی جو ۱۸۴۱ء میں شائع ہوا۔ اس زمانے کی ایک عالمانہ کتاب باسورتھ سمتھ کی محمڈ اینڈ محمڈنزم کو سمجھا جاتا ہے جو ۱۸۷۳ء میں لندن سے چھپی۔

یورپی مؤرخینؔ کے لیے تعصّبات سے قطعی آزاد ہونا ابھی ناممکن تھا کیونکہ ان میں سے اکثر عربی زبان سے اچھی طرح آگاہ نہیں تھے اور اس طرح اصلی ماخذ تک ان کی دسترس نہیں تھی۔ جو لوگ عربی زبان جانتے تھے اور اسلامی تاریخ کے اصلی ماخذ سے استفادہ کر سکتے تھے وہ اپنی علمی بے تعصبی کو مذہبی اور سیاسی مفادات کو بھینٹ چڑھا دیتے تھے۔ ان میں سے ایک واضح مثال ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایک ملازم ولیم میور کی ہے جس نے رسول اللہؐ کی سوانح حیات کو اسی طرح مسخ کر کے پیش کیا جس کا خاطر خواہ محاکمہ سر سید احمد خاں نے خطباتِ احمدیہ میں کیا ہے۔

یہ تعصّبات ابھی تک ختم نہیں ہوئے لیکن علمی حلقوں میں ان کی موجودگی کا احساس ضرور جاگ اٹھا ہے۔ برنارڈ لوئیس انہی تعصّبات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''مغرب کے مذہبی تعصب کے آخری اثرات بعض جدید مصنفین کے ہاں اب بھی ملتے ہیں جوان کے عالمانہ طرزِ تحقیق کے دندانہ دار حواشی کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھتے رہتے ہیں۔(۱)

رائے سٹن پائنک نے بھی اپنے حالیہ مقالے میں اعتراف کیا ہے۔''غالباً دنیا میں سب سے زیادہ جو ہستی بے بنیاد اتہامات کا نشانہ بنی وہ حضرت محمدؐ ہیں''۔(۲)

تاہم وہ مغربی مصنفین جنہوں نے مذہبی تعصب کو چھوڑ کر رسول کریمؐ کی زندگی کا علمی سطح پر مطالعہ کیا ہے وہ آپ کی عظمت کا اعتراف کرتے نظر آتے ہیں۔ پچھلے چند سالوں میں مذہبی تعصب کی گرفت کافی کمزور ہوئی ہے اور رسول اللہؐ کی شخصیت کے بہت سے غیر جانبدار مطالعے سامنے آئے ہیں۔

اٹھارہویں اور انیسویں صدی کے مستشرقین کے ہاں رسول اللہؐ کی عظمت کا جو اعتراف ملتا ہے اس کے اقتباسات تو پاک و ہند کے علمی رسائل میں اکثر و بیشتر شائع ہوتے رہے ہیں (۳) اور اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی موجود ہیں (۴) تاہم بیسویں صدی میں جو کچھ کہا گیا ہے اس بارے میں ابھی کچھ نہیں لکھا گیا۔ حال کے مستشرقین کی تمام تحریروں کا جائزہ تو ناممکن ہے تاہم ذیل میں ان کی تحریروں سے اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

پروفیسر لیونارڈ اپنے ایک مقالے میں لکھتے ہیں کہ ''حضرت محمدؐ سے بڑھ کر کوئی مخلص اور سچا آدمی پیدا نہیں ہوا۔ آپؐ زکاوت اور اخلاص کے پیکر تھے''۔(۵)

آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ''ان کا خدا کا تصور، (حضرت مریم کے بارے میں عیسائیوں کے) عقیدۂ حمل بے گناہ کی بے سروپا قدیم داستان سے انکار، ان کی حضرت عیسیٰؑ کے خدا ہونے کے عقیدہ کی تردید، سب یہ ثابت کرتی ہے کہا آپؐ عہد جدید کے ____ بیسویں صدی کے عہدِ جدید کے ____ انسان تھے''۔(۶)

ہملٹن گب نے آپ ؐ کی پُراثر شخصیت اور اخلاقی برتری کا اعتراف اس طرح کیا ہے:

''ہمارے نزدیک یہ بات محتاج بیان نہیں کہ حضرت محمدؐ کے صحابہؓ نے اپنے ارادے اور جذبات جس طرح حضرت محمدؐ کی مرضی کے تابع کر دیئے تھے اس کی تمام تر وجہ آپ کی شخصیت کا اثر تھا۔ اگر یہ اثر نہ ہوتا تو ہو رسول اللہؐ کے دعادی کو کبھی اہمیت نہ دیتے۔ آپ ؐ کی دینی تعلیمات سے بڑھ کر آپ کی اخلاقی عظمت تھی جس نے اہلِ مدینہ کو انصار بنا دیا۔(۷)

اقوام مشرق کے افکار و عادات میں رسول اللہؐ کی سیرت اور تعلیمات نے جو حیرت انگیز انقلاب برپا کیا، اس کا تذکرہ کرتے ہوئے باسورتھ سمتھ لکھتے ہیں:

''صبح دم مؤذن کی آواز ''الصلوۃ خیر من النوم ، الصلوۃ خیر من النوم '' (نماز نیند سے بہتر ہے) ہر روز اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ جہاں جہاں بھی رسولِ عربی کا پیغام پہنچا اس کا مشرق کی روایتی سستی اور آرام پرستی پر گہرا اثر پڑا۔ گجر دم یہ دعوت آج بھی گواہی دیتی ہے کہ محمدؐ کو دنیا میں اللہ کی حکومت کے قیام پر اور انسان کی آزادی فکر پر کتنا گہرا یقین تھا''۔(۸)

جوزف شاخت نے آپ کی کامیابیوں کو یوں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے:

''محمد کو اپنی رسالت کی صداقت پر جو پختہ یقین تھا وہ ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ آپ ؐ کی شخصیت کا جو پہلو نہایت شدت سے ابھرا، وہ آپ کا دنی جذبہ تھا۔ جب اس کا امتزاج آپ کی غیر معمولی سیاسی صلاحیتوں سے ہوا تو آپ ؐ کی رسالت دنیا میں ہی کامیابی سے ہمکنار ہوگئی۔ مکے میں آپ کا صبر و استقلال اور مدینے میں آپؐ کے مدبرانہ اعمال اور منصوبے، یہ سب آپ کی اس نظریاتی جدوجہد کے مظاہر تھے۔ جس کے لیے آپ ساری ساری عمران تھک کوشش کرتے رہے، آپ کی غیر معمولی شخصیت نے، جس کے اثر و نفوذ نے آپ کی کامیابی کی راہیں ہموار کیں، اسلام پر اپنے اَنمٹ اثرات چھوڑے ہیں''۔(۹)

منٹگمری واٹ نے آپ ؐ کی سیرت کے اس پہلو پر اس طرح روشنی ڈالی ہے:

''محمد کی سوانح حیات اور اسلام کی ابتدائی تاریخ پر جتنا غور کریں اتنا ہی آپ کی کامیابیوں کی

وسعت پر حیرانی ہوتی ہے (اگرچہ یہ کہا جا سکتا ہے) کہ حالات اتنے سازگار تھے اور انہوں نے آپ کو وہ مواقع مہیا کیے جو بہت کم مشاہیر کو حاصل ہوتے ہیں تاہم (یہ ماننا پڑتا ہے) کہ آپؐ اپنے زمانے کے ہم پلہ تھے۔ یہ آپؐ کی حکمت، سیاست اور انتظامی صلاحیتوں کے طفیل ہے کہ انسانیت کو تاریخ کو ایک اہم باب نصیب ہوا''۔ (۱۰)

فان گردنے بام نے رسول اللہؐ کے بے مثال قانون ساز ہونے کا اعتراف ان لفظوں میں کیا ہے:

''رسول اللہؐ کے جن کارناموں کو آج بھی امتیازی حیثیت حاصل ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے دنیا میں پہلی مرتبہ عربی زبان میں ایسے قانونی اصول وضوابط وضع کیے جن کی قانونی صحت عمومی (اور ابدی) ہے''۔ (۱۱)

برنارڈ لوئیس لکھتے ہیں:

''وہ (حضرت محمدؐ) بہت بڑی کامیابیوں سے ہمکنار ہو چکے تھے۔ مغربی عرب کے امیوں کے لیے آپ ایک نیا دین لے کر آئے تھے جو اپنے عقیدۂ توحید اور اخلاقی تعلیمات کی بنا پر زمانۂ جاہلیت کے ان مذاہب سے کہیں بلند تھے جن کی جگہ یہ دین آیا تھا۔ آپ نے اس دین کو وہ آسمانی کتاب عطا کی جو بعد کی صدیوں میں لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کے اخلاق وافکار کے لیے رہبر بنی۔ لیکن آپ کی کامیابی صرف یہی نہیں تھی بلکہ آپ نے اپنی زندگی میں ایک ملّت اور ایک ریاست قائم کر دی تھی جو ہر لحاظ سے منظم بھی تھی اور طاقت ور بھی''۔ (۱۲)

ولیم میکنیل نے حال میں دنیا کی تاریخ لکھی جو یورپ اور امریکہ کے علمی حلقوں میں علمی تحقیق کے بلند معیار کی وجہ سے بے حد مقبول ہوئی ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''آپ سے پہلے یا بعد میں کسی بھی نبی کو کبھی اتنی جلد اور اتنی عظیم کامیابیاں حاصل نہیں ہوئیں، نہ ہی کسی ایک انسان کے کارناموں سے دنیا کی تاریخ کا رخ اتنی تیز رفتاری سے اور اتنے انقلابی پیمانے پر بدلا۔ اپنے الہامی کلام، اپنی مثالی ذاتی زندگی اور انتظامی ڈھانچہ کے قیام سے (حضرت محمد) نے ایک ممتاز نئے طرزِ زندگی کی بنیاد ڈالی جس نے دو صدیوں کے مختصر عرصے میں

نسلِ انسانی کی کثیر تعداد کو اپنے گرویدہ بنالیا۔آج بھی بنی نوعِ انسانی کا ساتواں حصہ ان کا اطاعت گذار اور انام لیوا ہے"۔(۱۳)

فرانز بوہل نے اپنے ہم عصروں کی متعصّبانہ مبالغہ آرائیوں کو تنقید کا ہدف بناتے ہوئے لکھا:

"آج کل کے بعض مصنفین میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ نہ صرف رسول اللہؐ کی سوانح حیات کے ناپسندیدہ واقعات کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں بلکہ آپ کی حقیقی دینی عظمت کو سرے سے نظر انداز کر دیتے ہیں۔اگر آپ پر واقعی جنس اتنی غالب ہوتی اور آپ دینوی معاملات میں واقعی اتنے مشغول ہوتے اور کامیابی کے حصول میں اصولوں کے بارے میں اتنے ہی غیر محتاط ہوتے تو اسلام کی جس قوت کا ظہور آپ کی ذات سے ہوا اور جو آپ کی وفات کے بعد بھی پھلتا پھولتا رہا،اس کی کامیابی بغیر کسی سبب کے تسلیم کرنا پڑے گی۔

کوئی بھی مؤرخ،اگر وہ غیر متعصب ہے تو وہ اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ آپؐ نے اپنے ہم وطنوں میں مذہب کا ایک عظیم جذبہ بیدار کیا،اور دینی اور اخلاقی اقدار کو وہ عملی شکل مہیا کی جو آپ کے اپنے ہم وطن کی ہی نہیں بلکہ ان ملکوں کے لوگوں کی بھی ضرورت تھی جو قدیم مذہبوں اور تہذیبوں کا گہوارہ رہے تھے۔جب یہ علاقے مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوئے تو اسلامی تعلیمات نے وہ اساس مہیا کی جس سے بعد میں علم و دانش کے عظیم سوتے پھوٹے"۔(۱۴)

اکثر مستشرقین نے رسول اللہؐ کی کامیابیوں کو تاریخی اسباب سے منسوب کرتے ہوئے آپ کی ذات کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی ہے۔سویڈن کے ایک مستشرق ٹور آندرے نے حال میں ہی اس نقطہ نظر کے برعکس آپ کی ذاتی کامیابیوں کو تحقیق کا موضوع بنایا۔وہ لکھتے ہیں:

"نبوتِ محمّدی کے ابتدائی سالوں میں جب قبولِ اسلام یہودیوں کے نزدیک راستے کا پتھر تھا اور مشرکین عرب پر لبیک کہا ان میں بے حد اہم اور باصلاحیت افراد بھی تھے۔یہ لوگ اخلاقی احساسِ ذمہ داری اور صحت مند شعورِ حقیقت کے مالک تھے۔رسول اللہ کی سیرت کا یہ باب جس میں آپ کے ان ہم محنت رفیقوں کا ذکر ہے اہمیت میں کسی طرح کم نہیں۔جو بات آپ کے اعمال اقوال سے محض جزوی

طور پر ظاہر ہوتی ہے، آپ کی ذات کی قوتِ اثر، وہ اعتماد جو آپ نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کیا، وہ جذبہ آپ نے بیدار کیا اور وہ راست بازی جو آپ کی طبیعت کا خاصہ تھی، یہ سب اس باب میں زندہ الفاظ میں کندہ موجود ہے"۔(۱۵)

یہ تھے چند اقتباسات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم بھی رسول اللہؐ کی سیرت کا بے تعصبی سے مطالعہ کرتا ہے تو بے ساختہ آپؐ کی عظمت کا اعتراف کرنے لگتا ہے۔ ماضی قریب میں غیر مسلم سیرت نگاروں میں جس طرح اضافہ ہوا ہے اور جوں جوں سیاسی اور مذہبی مفادات کی گرد بیٹھتی جارہی ہے اور تعصّبات کے جالے دُور ہوتے جارہے ہیں، دنیا میں رسول اللہؐ کی سیرت کی عالم گیر روشنی پھیلتی جارہی ہے۔

وہ دن دُور نہیں جب مذہب وملّت کی تقسیموں اور تفریقوں سے بلند ہوکر ساری دنیا حضرت محمدؐ کی رسالت کو کسی ایک مذہب یا علاقے سے مخصوص کرنے کی بجائے ساری انسانیت کے رسول کی حیثیت سے آپ کے اسوۂ حسن کا مطالعہ کرے گی اور اس عظیم پیغام کی طرف متوجہ ہوگی جس میں ساری انسانیت کی فلاح ہے۔

(ماہنامہ "فکر ونظر"، سیرت نمبر، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، اپریل تا مئی ۱۹۷۵ء)

☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ Bernard Lewis, the Arabs in History (New York, 1960), P48

۲۔ E.Royston Pike, Mohammad, the Prophet of the Religion of Islam (New York, 1969) P55.

۳۔ مثال کے طور پر دیکھیے۔ ڈاکٹر محمد شہید اللہ "رحمۃ للعالمین" (چند اہم غیر مسلموں کے تاثرات)

سیرت پاک (ماہ نو کی خصوصی اشاعت) کراچی، ۱۹۶۶ء، ص ۱۴۱۔۱۴۳

۴۔ For instance see (1954, Bumbay) and Nur Ahmad, Islam and its Holy Prophet as judged by the Non-Muslim World (Chittagong, n.d.)

۵۔ Arthur Glyn Leonard, Islam, Her Moral and Spirutual Value; A Rational and Psychological Study (Londaon, 1909) P43

۶۔ Ibid, P109

۷۔ H.A.R. Gibb, Mohammadanism (Oxford, 1962) P3-4

۸۔ Bosworth Smith, Muhammad and Muhammadanism (Reprint, Lahore: Sind Sagar, 1972) P138

۹۔ Joseph Schacht, "Muhammad", Encyclopedia of Social Sciences (New York, 1959) vol 9, P 570

۱۰۔ Montgommery Watt, Muhammad, Prophet and Statesman (Oxford, 1961) P 237

۱۱۔ Gustav E. Von Grunebaum, Medieval Islam (Chicago, 1961) P88

۱۲۔ Lewis, Op. cit. P 47

۱۳۔ William H. Mcneill, The Rise of the West (New York, 1963) P 462

۱۴۔ Franz Buhl, "Muhammad", Encyclopedia of Islam, Old editon

۱۵۔ Tor Andrae: Mohammed, The man and His Faith, (New York, Harper, 1960) P 128